بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبۂ افتتاحیہ

بارہواں فقہی اجتماع

ادارۃ المباحث الفقھیہ جمعیۃ علماء ہند

مؤرخہ: ۲۶-۲۷-۲۸ / رجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۴-۵-۶ / مئی ۲۰۱۶ء بروز بدھ، جمعرات، جمعہ

بمقام: دار العلوم رحیمیہ بانڈی پورہ، کشمیر

پیش کردہ:

امیر الہند

حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم

صدر جمعیۃ علماء ہند و اُستاذِ حدیث دار العلوم دیوبند

ناشر

ادارۃ المباحث الفقھیہ جمعیۃ علماء ہند

بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی-۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہ أجمعین.

حضرات علماء کرام اور فقہاء عظام!

اِدارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند کے زیر اہتمام منعقدہ بارہویں فقہی اجتماع کے موقع پر ملک کی مشہور سیاحتی ریاست کشمیر کے اس پُر فضاء مقام ''بانڈی پورہ'' کی سرزمین پر آپ کا خیر مقدم ہے۔

بیشتر دنیا جن علاقوں میں محض سیر و سیاحت کے نقطہ نظر سے آتی ہے خوش آئند بات یہ ہے کہ ربِ ذوالجلال نے ہمیں یہاں اپنی رضاء کی خاطر مسائل شرعیہ میں غور وخوض کے لیے اکٹھا کیا ہے۔ اُمت کی دینی رہنمائی کے لیے دور دراز کے سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے آپ حضرات کا یہاں تشریف لانا اور پوری عرق ریزی کے ساتھ سوال نامہ کے جوابات تحریر کرنا یقیناً قابل قدر عمل ہے، جس کا اجر اللہ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔

دار العلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کے ذمہ داران بالخصوص حضرت مولانا مفتی رحمت اللہ صاحب کشمیری خلیفہ ومجاز فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ ورکن شوریٰ دار العلوم دیوبند اور اُن کے رفقاء گرامی قدر حد درجہ مبارک بادی کے مستحق ہیں جو پوری تندہی اور جانفشانی کے ساتھ اس عظیم فقہی اجتماع کی میزبانی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کی مساعی جمیلہ اور کاوشوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور ہم سب کے لیے صحیح فیصلوں تک پہنچنا آسان فرمائے، آمین۔

حضراتِ گرامی! دین اسلام ایک کامل و مکمل ضابطہ حیات ہے، آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کے ذریعہ برابر انسانیت کو رہنمائی مل رہی ہے اور ملتی رہے گی؛ لیکن یہ بات اہلِ علم پر مخفی نہیں کہ نصوصِ شرعیہ قرآن وحدیث کی حیثیت اُصول کی ہے، جن کو رہتی دنیا تک پوری آب وتاب کے ساتھ باقی رہنا ہے۔ بنیادی اُصولوں میں تبدیلی کا کوئی احتمال وامکان نہیں، لیکن یہ امر بھی واضح ہے کہ مسائل اور انسانی ضروریات غیر محدود ہیں، جن کا حکم شرعی ہمیں مستحکم اُصول ہی کی روشنی میں معلوم کرنا ہے۔ اگر نصوص (قرآن وسنت) میں مسئلہ کا حکم مصرح ہے تو کوئی بات ہی نہیں، ورنہ اِجماع، قیاس اور اجتہاد کے ذریعہ حکم شرعی کی تعیین ہوگی، اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کردہ ابدی ہدایت سے قیامت تک استفادہ اسی راہ سے ممکن ہے۔

نیز مسائل میں غور وخوض کرنے کے سلسلہ میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہی منہج تعلیم فرمایا ہے۔ چنانچہ سیّدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو کارِقضا سپرد کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو گفتگو ہوئی اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر نئے مسائل پیش آئیں تو اجتہاد کی صلاحیت رکھنے والے حضرات اجتہاد سے کام لیں اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ اور قیاس کی روشنی میں مسائل کو حل کریں۔ (سنن ابی داؤد،۲/۵۰۵)

نیز سیدنا حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے اجلہ صحابہ کی تحریرات وعمل اور پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید وتوثیق اور اظہارِ مسرت اس طریقۂ حسنہ کے مستحسن ہونے کی قوی دلیل ہے۔ ”**ذكر سفيان بن عيينة عن عبيد الله بن أبي يزيد قال: سمعت ابن عباس رضي الله عنهما: إذا سئل عن شيء فإن كان في كتاب الله قال به، وإن لم يكن في كتاب الله ولا عن رسول الله وكان عن أبي بكر وعمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال به، فإن لم يكن في كتاب الله ولا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا عن أبي بكر وعمر رضي الله عنهما اجتهد رأيه**“. (إعلام الموقعين ٦٣/١)

حضرت عبیداللہ بن ابی یزید فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا جب اُن سے کسی بات کے بارے میں پوچھا جاتا تو اگر اُس کا جواب کتاب اللہ میں مل جاتا تو اُسی کے مطابق فرمادیتے، ورنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں اگر نظیر مل جاتی تو اُس کے مطابق فتویٰ دیتے، اور اگر ان دونوں میں کہیں کچھ نہ ملتا، اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے واقعات میں کوئی بنیاد مل جاتی تو اُسی کے مطابق فیصلہ فرمادیتے، اور اگر مذکورہ جگہوں میں کہیں کچھ نہ ملتا تو اجتہاد فرماتے۔

قحط الرجال کے اِس دور میں انفرادی اجتہاد تو تقریباً نایاب ہے؛ کیوں کہ فرد واحد ان علوم پر کامل دسترس رکھنے والا نہیں ملتا جو ایک مجتہد کے لیے ضروری ہیں؛ البتہ اجتماعی اجتہاد اور غور وخوض کا طریقہ پیچیدہ مسائل کے حل کے لیے بہترین راہ ہے، اور اس کا ثبوت بھی عہد رسالت اور دورِ صحابہ سے ملتا ہے، تابعین کے زمانہ میں بھی جب کوئی نیا مسئلہ درپیش ہوتا تو اہلِ علم باہم غور وخوض کے بعد کسی قطعی فیصلے تک پہنچتے اور اُس کا اعلان فرماتے۔

قال علي بن الحسن العقلاني عن ابن المبارك قال: كان فقهاء أهل المدينة سبعة، وكانوا إذا جاء تهم المسألة دخلوا فيها جميعًا فنظروا فيها ولا يقضي القاضي حتى يرفع إليهم فينظرون فيها ويصدرون. (تهذيب التهذيب في تذكرة سالم بن عبد الله ٤٣٧/٣)

علامہ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ فقہاء اہل مدینہ سات تھے، جب بھی کوئی نیا مسئلہ پیش آتا وہ سب یکجا غور وفکر کرتے، قاضی بھی اُس وقت تک فیصلہ نہیں کرتا تھا جب تک کہ مسئلہ کو اُن کے سامنے پیش نہ کردے اور وہ غور وفکر کر کے کوئی فیصلہ صادر کردیں۔

آج کا یہ فقہی اجتماع بھی اُسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے، اور باہمی مشورہ اور اجتماعی غور وغوض کے ذریعہ پیچیدہ مسائل میں حکم شرعی تک رسائی کا بہترین طریقہ ہے، اللہ رب العزت والجلال اس اجتماع کو بامقصد بنائے، آمین۔

جمعیۃ علماء ہند کی سرگرمیاں

گرامی قدر سامعین! جمعیۃ علماء ہند نے اپنے قیام کے روزِ اول سے مسلمانوں کی دینی رہنمائی، شرعی قیادت، معاشرتی اصلاح اور احکام اسلامی کے تحفظ وبقا کو بنیادی مقاصد میں شامل کیا، اور کبھی بھی مسلمانوں کی مذہبی رہنمائی اور شرعی قیادت سے غفلت نہ برتی، اسلام اور مسلمانوں کے کسی مسئلہ سے صرف نظر نہیں کیا۔ آزادیٔ وطن کا معاملہ ہو یا مسلمانوں کے وجود وبقا کا، مسلم پرسنل لاء کے تحفظ کا مسئلہ ہو یا تعلیم واشاعتِ دین کا، سماجی ومعاشرتی اصلاح کا مسئلہ ہو یا اسلام دشمن فتنوں سے نبرد آزمائی کا، مسلمانوں کی شرعی تنظیم کا مسئلہ ہو یا اُن کے پیچیدہ مسائل کے شرعی حل تلاش کرنے کا، ہر میدان میں جمعیۃ علماء ہند نے مقدور بھر خدمات انجام دیں اور خدا کے فضل سے دے رہی ہے۔

حضرات! جمعیۃ علماء ہند کے ارکان میں وہ سربرآوردہ شخصیتیں رہیں جن کو اپنے دور میں مذہبی پیشوائی کا مقام حاصل رہا، اِس لیے اُن کے فیصلے صرف تجاویز نہیں؛ بلکہ مخصوص حالات میں مذہبی فتاویٰ کی حیثیت سے تسلیم کئے جاتے رہے، اور ضرورت کے مطابق ہمیشہ جمعیۃ کے اجلاسہائے عام، مجالسِ عاملہ ومنتظمہ میں اجتماعی طور پر غور وفکر اور بحث وتمحیص کے ذریعہ مسائلِ شرعیہ کے فیصلے ہوتے رہے اور جب کبھی بھی ضرورت پیش آئی، تو مخصوص مسائل میں خصوصی اجتماعات بھی منعقد ہوئے، مثلاً ترکِ موالات، شریعت بل، قانون انفساخِ نکاحِ مسلمین بل، مسلم قاضی بل، سول میرج، ساردا ایکٹ وغیرہ پر جمعیۃ علماء ہند کے فیصلے کافی اہمیت کے حامل ہیں۔

اِسی طرح قادیانیوں کی تکفیر کے مسئلہ پر نومبر ۱۹۲۳ء میں جمعیۃ علماء ہند نے علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا مفتی کفایت اللہؒ اور مولانا ابوالمحاسن سجادؒ پر مشتمل ایک سب کمیٹی تشکیل دی، جس نے قادیانیوں کی لاہوری واحمدی دونوں جماعتوں کی تکفیر پر ایک مفصل فتویٰ مرتب کر کے جمعیۃ علماء ہند کے سالانہ اجلاس میں پیش کیا۔ اجلاسِ عام سورہ منعقدہ ۱۹۵۶ء کے موقع پر دوبارہ قادیانیوں کی تمام جماعتوں کی تکفیر اور اُن

سے رشتۂ مناکحت وغیرہ کے عدم جواز کا فتویٰ اکابر علماء کے دستخطوں سے جاری کیا۔ رؤیتِ ہلال پر ۱۹۵۲ء میں خصوصی اجتماع منعقد ہوا۔

الحاصل جمعیۃ علماء ہند جدید پیش آمدہ مسائل کا شرعی حل نکالنے کے لیے برابر جدوجہد کرتی رہی؛ تا آں کہ سید الملت حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سابق ناظم جمعیۃ علماء ہند کی تحریک پر ۱۹۷۰ء میں باقاعدہ ''اِدارۂ مباحثِ فقہیہ'' کے نام سے مولانا مرحوم کی اِدارت ونگرانی میں ایک مستقل شعبہ قائم کر دیا گیا، جس کا مقصد جدید مسائل کا شرعی حل تلاش کرنا قرار پایا، اِس ادارے کے تحت مولانا مرحوم کے زمانہ میں ''رؤیتِ ہلال، حقِ تصنیف اور کوآپریٹو سوسائٹیوں'' وغیرہ کے مسائل پر تحقیق وتنقیح کا کام ہوا۔ اول الذکر مسئلہ پر ۱۹۷۲ء میں اجتماع بھی ہوا، جس میں رؤیتِ ہلال کے شرعی اُصول وضوابط تیار کئے گئے، مولانا مرحوم کے وصال کے بعد بھی کسی نہ کسی عنوان سے یہ سلسلہ جاری رہا۔

اکتوبر ۱۹۸۵ء میں نفقہ مطلقہ کے مسئلہ پر ''علماء کانفرنس'' بھی اِسی سلسلۂ زریں کی ایک کڑی تھی۔

اِدارۃ المباحث الفقہیہ کی نشأۃ ثانیہ

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ کی وفات کے بعد امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہٗ سابق صدر جمعیۃ علماء ہند کی تحریک پر ۱۹۸۹ء میں مجلس عاملہ جمعیۃ علماء ہند نے اپنی ایک تجویز کے ذریعہ اِس شعبہ کو دوبارہ متحرک اور فعال بنایا، جس کے تحت پہلا فقہی اجتماع ۸ تا ۱۰ رفروری ۱۹۹۱ء کو ''غیر سودی اِداروں اور سوسائٹیوں'' کے موضوع پر دیوبند میں ہوا، اِس کے بعد دوسرا فقہی اجتماع ۲۸-۲۹ رنومبر کو ''اسلامی نظامِ قضا اور ہندوستان'' کے عنوان پر دیوبند ہی میں منعقد ہوا۔ پھر تیسرا فقہی اجتماع ۷-۸-۹ رجولائی ۱۹۹۳ء کو ''اِمپورٹ وایکسپورٹ'' کے عنوان پر ہندوستان کے مشہور صنعتی وتجارتی شہر مدراس (چنئی) میں منعقد ہوا۔ اِس کے بعد چوتھا اجتماع ۲۴-۲۵ راکتوبر ۱۹۹۴ء کو بموضوع ''مذہب غیر پر فتویٰ اور عمل کے حدود وشرائط'' پھر پانچواں فقہی اجتماع ۱۱ رتا ۱۳ ردسمبر ۱۹۹۵ء کو بموضوع ''غیر اسلامی ممالک میں عقودِ فاسدہ کا حکم اور شیئرز'' پھر چھٹا اجتماع ۲۶ رتا ۲۸ رمارچ ۱۹۹۷ء کو ''بیع بالشرط اور حج کے چند غور طلب اہم مسائل'' پھر ساتواں اجتماع ۲۵-۲۶ راکتوبر ۲۰۰۰ء کو بموضوع ''رؤیتِ ہلال اور طلاق سکران'' دیوبند میں منعقد کیا گیا۔ اور آٹھواں تاریخی فقہی اجتماع ۲۷ تا ۲۹ راپریل ۲۰۰۵ء کو ''ٹیلی ویژن اور اِنٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لئے استعمال'' کے موضوع پر شہر بنگلور میں منعقد ہوا۔ اور نواں فقہی اجتماع ہندوستان کی تاریخی سرزمین دیوبند میں ۲۱-۲۲ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۱-۲ رجون ۲۰۱۳ء بروز ہفتہ-اتوار کو ''زمین کی پلاٹنگ کے متعلق خرید وفروخت کے مسائل''، ''طویل مدتی کرایہ داری میں حق

وراثت''، ''بیع الحقوق کی بعض صورتوں'' اور ''ڈپازٹ کے شرعی حیثیت'' سے متعلق اہم موضوعات پر منعقد ہوا۔ اور دسواں فقہی اجتماع ''منیٰ اور مزدلفہ میں قصر و اِتمام کا حکم''، ''مدارس میں رقومِ زکوٰۃ کی فراہمی اور طریقۂ استعمال'' اور ''حقوق کی خرید و فروخت'' جیسے اہم موضوعات پر ہندوستان کے مشہور صنعتی، ثقافتی اور تجارتی شہر ممبئی حج ہاؤس میں مورخہ ۱۹-۲۰ر مارچ ۲۰۱۴ء کو منعقد ہوا، اور اتفاقِ رائے سے تجاویز منظور کی گئیں۔ جو ملتِ اسلامیہ کے لیے ایک مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور گیارہواں فقہی اجتماع ''کمیشن اور اُس کی مروجہ شکلیں''، ''فسخ نکاح کی بعض وجوہ کی تنقیح''، اور ''تبدیلِ ماہیت کی تحقیق'' جیسے اہم موضوعات پر ہندوستان کے مشہور ثقافتی شہر حیدرآباد کے مشہور تعلیمی ادارہ دار العلوم حیدرآباد میں ۱۳-۱۴-۱۵ر فروری ۲۰۱۵ء کو منعقد ہوا۔

اور آج کا یہ بارہواں فقہی اجتماع ''باپ اور بیٹوں کے مشترکہ کاروبار کی چند اہم صورتیں'' اور ''میڈیکل انشورنس کی بعض شکلیں اور ان کے احکام'' جیسے اہم موضوعات پر ہندوستان کی سیاحتی راجدھانی کشمیر کے بانڈی پورہ شہر میں منعقد ہو رہا ہے۔

اِجتماع کے موضوعات

محترم حضرات! اِس فقہی اجتماع میں دو موضوعات زیرِ بحث ہیں، جس میں آپ جیسے بالغ نظر فقہاء کرام کو دعوتِ تحقیق دی گئی ہے، اور مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کر کے دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں وضاحت طلب کی گئی ہے، ماشاء اللہ مقالہ نگار حضرات نے پوری عرق ریزی کے ساتھ جوابات سپردِ قرطاس کیئے ہیں، جن کا اجمال انشاء اللہ تلخیصِ مقالات اور عرضِ مسئلہ میں آپ کے سامنے آجائے گا۔

اجتماع کا پہلا موضوع ہے :- ''باپ اور بیٹوں کے مشترکہ کاروبار کی چند اہم صورتیں''۔ موجودہ دور میں آمدنی کے نت نئے طریقے منظرِ عام پر آ رہے ہیں اور خاص طور پر مشترکہ معاملات اور کاروبار نے تو بہت وسعت اختیار کر لی ہے، دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ باپ بیٹوں، حقیقی بھائیوں، قریبی رشتہ داروں اور جگری دوستوں کے درمیان پیشگی معاملات طے کیئے بغیر اشتراکِ عمل ہو جاتا ہے، ابتدائی مرحلہ میں کاروبار خوش اُسلوبی اور باہمی رضامندی کے ساتھ چلتا رہتا ہے؛ لیکن جب پھیلاؤ زیادہ ہو جاتا ہے اور کسی حصہ دار کے الگ ہونے یا دنیا سے چلے جانے کے بعد اُس کے ورثہ کے ہاتھ میں کام آتا ہے، تو پہلے جیسا اعتماد باقی نہیں رہتا، طرح طرح کی پیچیدگیاں سامنے آتی ہیں، نتیجتاً اشتراکِ عمل باہمی نزاع کا سبب بن جاتا ہے۔

باپ اور بیٹوں کے درمیان مشترکہ کاروبار میں جو صورتیں رائج ہیں اُن میں وضاحت طلب چیز یہ

ہوتی ہے کہ کسی بیٹے کا باپ کے ساتھ کاروبار میں شریک ہونا، بہ حیثیت معین و مددگار ہونا ہے، یا بہ حیثیت حصہ دار اور شیئر ہولڈر، باپ کے انتقال کے بعد عام طور پر بیٹوں کے درمیان ہونے والے نزاع کو ختم کرنا ماقبل میں ذکر کردہ دو حیثیتوں میں سے کسی ایک کو متعین کئے بغیر ممکن نہیں۔

ایسی شکل میں ضرورت اِس بات کی ہے کہ اُمت کے سامنے مشترکہ کاروبار کے حوالے سے کوئی ایسا لائحۂ عمل طے کرکے پیش کیا جائے جس کو اپنا کر شرکاء کے لیے راہِ عمل آسان ہو، اور اُسی کی روشنی میں آگے قدم بڑھایا جائے، اِس عمل کے ذریعہ نہ صرف آپسی تعلقات کی استواری اور باہمی اعتماد واجتماعیت کی بقاء کو یقینی بنایا جاسکتا ہے؛ بل کہ دنیا میں معاشی نظام کے استحکام اور عدل وانصاف کے قیام کا ذریعہ بھی یہی ہے۔

موضوع کے متعلق سوال نامہ میں جہاں مختلف رائج شکلوں کو درج کرکے اُن کا حکم شرعی معلوم کیا گیا ہے، وہیں سوال نامہ کی روح کی حیثیت رکھنے والے اس جزء کی بھی تفصیل طلب کی گئی ہے کہ مشترکہ کاروبار کے حوالہ سے ایک ایسا واضح لائحۂ عمل تجویز فرمائیں جو شریعت کے اُصول وضابطے کے مطابق ہو، نیز اِس زمانہ کے حالات میں اس کا نفاذ آسان ہو؛ تاکہ اُن اصول وہدایات کی روشنی میں لوگوں کے لیے اپنے معاملات طے کرنا آسان ہوں۔

مقامِ مسرت ہے کہ اربابِ بصیرت فقہاء نے اپنے مقالات میں موضوع کا حق ادا کرنے کی کوشش کی، لائحۂ عمل تحریر فرمایا اور اُمت کے لیے دینی رہنمائی کا قابلِ قدر فریضہ انجام دیا۔

اجتماع کا دوسرا موضوع ہے :- ''میڈیکل اِنشورنس کی بعض شکلیں اور اُن کے احکام'' موجودہ تغیر پذیر دنیا میں یہ موضوع بڑی اہمیت اختیار کرگیا ہے، خصوصاً جب کہ نت نئی بیماریاں بہت تیزی کے ساتھ پھیلتی جارہی ہیں اور پھر اُن کا علاج گرانی کی وجہ سے اتنا مشکل ہوجاتا ہے کہ متوسط طبقے کے لیے اس کا تحمل حد درجہ مشکل ہوجاتا ہے، اِن حالات کو دیکھتے ہوئے دنیا میں میڈیکل انشورنس کو رواج دیا گیا، یعنی ایسا نظام وضع کیا گیا جس کا حصہ بن کر پیشگی ادا کی گئی رقم کے عوض علاج ومعالجہ کی سہولیات مہیا ہوں۔

بظاہر تو یہ شکل ضرورت مند انسانوں کے لیے مفید معلوم ہوتی ہے اور معمولی پیسوں میں بہت مہنگا اور اچھا علاج ممکن ہوجاتا ہے؛ لیکن میزانِ شرعی میں جب میڈیکل انشورنس کی مروجہ شکلوں کو پرکھا جاتا ہے تو اُس کی بعض صورتیں روحِ شریعت سے متصادم دکھائی دیتی ہیں، جن کی بناء پر دینی فکر رکھنے والے اہل ایمان ضرورت کے باوجود اس معاملہ سے اپنے کو دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اِس اجتماع میں دنیا کی تیزی سے بدلتی ہوئی صورتِ حال کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ایک مرتبہ پھر ملت کے مقتدر ومعتبر علماء وفقہاء کو سر جوڑ کر بیٹھنے کی دعوت دی گئی اور باہمی غور وخوض کے ذریعہ اِس پہلو کو منقح کرنے کا مطالبہ کیا گیا کہ میڈیکل اِنشورنس غرر وقمار اور تملیک علی الخطر کی بنا پر مطلقاً ناجائز ہے یا اِس میں باہمی تعاون جیسا کوئی ایسا پہلو بھی پایا جاتا ہے کہ جس کی بنیاد پر اُسے دائرۂ جواز میں لایا جاسکے۔

ماشاء اللہ اہلِ علم نے جوابات کے ذریعہ اپنے موقف کی کھل کر اور مدلل وضاحت کی ہے، اُمید ہے کہ اِس باوقار اجتماع کے توسط سے ہم کسی قابلِ قبول اجتماعی فیصلہ تک رسائی حاصل کریں گے۔

حضرات گرامی! آپ جانتے ہیں کہ ہمارے اِن فقہی اجتماعات کا منہج جدید پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے وہی ہے جو اکابر واسلاف اور متقدمین ومتأخرین اہل فن کا رہا ہے، یعنی کتاب وسنت کی روح کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اجتہاداتِ فقہاء اور فقہی نظائر کی روشنی میں معتدل رائے قائم کرنا، اور یہی ہمارا طغرۂ امتیاز بھی ہے، اللہ تعالیٰ اِسی نہج پر کام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں، آمین

اِظہارِ تشکر

اخیر میں ایک مرتبہ پھر دل کی گہرائیوں سے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے دینی جذبہ کے تحت شرعی رہنمائی کے لیے اپنی مصروفیات میں سے قیمتی وقت فارغ کیا، اور جمعیۃ علماء ہند کی دعوت پر یہاں تشریف لاکر اجتماع کو رونق بخشی۔ اُمید قوی ہے کہ آئندہ بھی آپ مسائل کے حل کے لیے اپنا گراں قدر تعاون پیش کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، **فجزاکم اللّٰہ تعالیٰ أحسن الجزاء۔**

ہم سب کی طرف سے دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کے مؤقر مہتمم معروف عالم دین حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کشمیری دامت برکاتہم (خلیفہ اجل فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ) ورکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند اور اُن کے رفقاء کار شکریہ اور مبارک بادی کے مستحق ہیں کہ اُنھوں نے اِس باوقار اجتماع کی میزبانی کا بارِ گراں پوری بشاشت اور فراخ دلی کے ساتھ اُٹھایا اور کشمیری ضیافت کا خوبصورت نمونہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ اِن حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور ہم سب کو مرتے دم تک دینی خدمات کے لے قبول فرمائیں۔ آمین۔ **وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہ وأصحابہ أجمعین. وآخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین۔**